



بینک دولت پاکستان

زری پالیسی سے متعلق فیصلہ

29 ستمبر 2010ء

حالیہ تباہ کن سیلاب معاشی استحکام اور نمو کے امکانات کے لیے سنگین مضمرات رکھتا ہے۔ تاہم سیلاب سے پہلے ہی معاشی کیفیت اور حالات خاصے نازک تھے۔ مالی سال 10ء کے آخر میں گرائی بلند سطح پر تھی اور مالیاتی خسارہ بڑھ کر جی ڈی پی کے 6.3 فیصد تک پہنچ گیا تھا۔ ابتدائی جائزوں سے ظاہر ہوا تھا کہ یہ دباؤ مالی سال 11ء میں بھی کم نہ ہوگا۔ سیلاب کے بعد کی پیش گوئیوں سے معاشی توازن بدتر ہونے کے خدشات درست معلوم ہوتے ہیں کیونکہ مجموعی طلب کے بنیادی محرک کے اصل سبب سے نمٹنے کے لیے درکار اقدامات، جو مالیاتی سمت سے آنے ہیں، ابھی تک پوری قوت و تنظیم سے شروع نہیں کیے گئے۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ معاشی نمو میں کمی کے ساتھ گرائی میں مزید اضافہ ہوگا، تجارتی توازن اور مالیاتی کھاتے دونوں دباؤ کا شکار رہیں گے اور نجی شعبے کے غیر ادا شدہ قرضوں اور حکومتی قرض گیری میں اضافے کے باعث بینکاری نظام اس وقت تک دباؤ میں رہ سکتا ہے جب تک کہ ان مشکلات سے عہدہ برآ ہونے کے لیے جامع اور مربوط اقدامات نہیں کیے جاتے۔

ایسے پیکیج کی نوعیت اور وسعت کا انحصار معیشت کو ہونے والے نقصانات کے مکمل تجربے پر ہوگا جو اکتوبر 2010ء میں مکمل ہونے کی توقع ہے۔ اس سے قطع نظر غیر یقینی کیفیت کے باوجود معاشی حکمت عملی کے جن اجزا پر توجہ مرکوز کرنے کی ضرورت ہوگی ان میں محاصل میں اضافے کے لیے ٹیکس اصلاحات کا نفاذ، معاشی نمو کی بحالی کے لیے شعبہ توانائی کے زر اعانت اور گردش قرضوں کے مسئلے کا حل نکالنا، سیلاب سے متاثرہ افراد کے لیے ریلیف کے اقدامات اور گرائی میں کمی کے لیے حکومت کی اسٹیٹ بینک سے قرض گیری کو محدود کرنا شامل ہیں۔ اعتماد و استحکام کی بحالی اور معاشی نمو کو تھریک دینے کے لیے ان محاذوں پر سنجیدہ اور ٹھوس پیش رفت کلیدی اہمیت کی حامل ہوگی ورنہ کسی بھی کی پیشی کا بوجھ نجی شعبے پر ہی پڑتا رہے گا جو نمو کو اصل قوت فراہم کرتا ہے۔

حالیہ قدرتی آفت سے ہونے والی تباہی کی وسعت کے پیش نظر معیشت کو بچنے والے نقصان کا مکمل اور درست تخمینہ لگانا مشکل ہے۔ زراعت اور انفراسٹرکچر کے نقصانات زیادہ براہ راست اور نمایاں ہیں جبکہ صنعت اور محنت کش قوت کے لیے مواقع پر اثرات بالواسطہ اور غیر واضح ہوں گے۔ انتہائی عبوری تخمینوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ مالی سال 11ء کے لیے معاشی نمو 4.5 فیصد کے ہدف سے کم ہو کر 2.5 فیصد پر آسکتی ہے۔ اس کے نتیجے میں مجموعی نجی صرف میں کمی آسکتی ہے تاہم امکان ہے کہ حکومت متاثرین سیلاب کی ہنگامی ضروریات کی تکمیل اور ان کی بحالی پر اخراجات میں اضافہ کرے گی جس کے نتیجے میں مالیاتی کھاتوں میں مزید بگاڑ آسکتا ہے۔

غذائی اشیاء کی رسد کی کمیوں میں تعطل کے باعث ماہ بہ ماہ غذائی گرائی اگست 2010ء میں بڑھ کر 5.1 فیصد ہو گئی جس سے ماہ بہ ماہ گرائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت 2.5 فیصد ہو گئی۔ اسٹیٹ بینک کے تجربے کے مطابق قیمتوں میں یہ عارضی اضافہ سیلاب کے باعث ہے کیونکہ گذشتہ پانچ برسوں کے دوران ماہ رمضان میں یہ غذائی گرائی (1.6 فیصد) اور گرائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت (1.1 فیصد) کی ماہ بہ ماہ اوسط نمو سے زائد رہی ہے۔ غذائی گرائی کو اپنی معمول کی سطح پر واپس آنے میں دو سے تین مہینے لگ سکتے ہیں۔ سال کے اگلے مہینوں میں نجی طلب میں کمی کا زیادہ سے زیادہ گرائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت پر معتدل اثر پڑے گا کیونکہ اس بات کا امکان ہے کہ اس کے اثرات حکومتی اخراجات خصوصاً سیلاب سے متاثرہ علاقوں کی تعمیر نو پر اخراجات میں اضافے کی وجہ سے زائل ہو جائیں گے۔ مالی سال 11ء میں اوسط گرائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت 13.5 فیصد اور 14.5 فیصد کے درمیان رہنے کی توقع ہے۔ مزید برآں بجلی کے نرخوں میں ممکنہ اضافے، جی ایس ٹی میں اصلاحات کے نفاذ اور حکومت کے اسٹیٹ بینک سے قرض گیری پر مسلسل انحصار جیسے اقدامات گرائی کی توقعات کے بارے میں غیر یقینی کیفیت کو بڑھا سکتے ہیں۔

سیلاب کے بعد گرائی کو دس فیصد سے نیچے لانے کے لیے آئندہ دو برسوں تک ایک اعانتی اور پائیدار مالی و مالیاتی کوشش درکار ہوگی۔ مالی وسائل کا بہتر انتظام بشمول شفافیت و مالیاتی



بینک دولت پاکستان

اعداد و شمار کی بروقت دستیابی، ٹیکس کی بنیاد میں توسیع، صوابدیدی جاری اخراجات پر قابو پانا اور ترقیاتی اخراجات کی ترجیحات کا ازسر نو تعین مالیاتی صورتحال میں بہتری کے لیے ضروری ہوگا۔ یہ اقدامات مالی سال 11ء کے سیلاب سے پہلے کے بجٹ کے متعلق پیدا ہونے والے ابہام کو دور کر سکتے ہیں، جس میں ابتدائی طور پر 4 فیصد خسارے کا اعلان کیا گیا تھا جو صوبوں کا مشترکہ بجٹ سامنے آنے کے بعد بڑھ کر جی ڈی پی کے 5.2 فیصد تک پہنچ گیا تھا۔ ابھی یہ دیکھنا باقی ہے کہ سیلاب کے نقصانات پر مالیاتی اخراجات کو کس طرح نظر ثانی شدہ بجٹ میں شامل کیا جاتا ہے لیکن یہ واضح ہے کہ جی ڈی پی کے 5.2 فیصد تک خسارے کو حاصل کرنے کے لیے بھی اہم مالیاتی پیمانوں میں خاصی تبدیلی کی ضرورت پڑے گی۔ پورے سال کے 25.6 فیصد کے میزانیہ ہدف کے مقابلے میں ماس 11ء کے پہلے دو ماہ کے دوران فیڈرل بورڈ آف ریونیو کے ٹیکس محاصل میں 7.5 فیصد کی سال بسال نمو زیادہ اعتماد افزا نہیں۔

اس سے مستقبل قریب میں اقتصادی استحکام کو خاصے خطرات لاحق ہو جائیں گے اور ملک کے قرضوں کے پہلے سے موجود بوجھ میں درمیانی مدت میں خاصا دباؤ پڑ جائے گا۔ بڑھتے ہوئے غیر ادا شدہ قرضے اور نجی شعبے میں قرضے کی نسبتاً کم طلب بینکوں کو، جو پہلے ہی محتاط ہیں، ترغیب دے سکتی ہے کہ وہ معیشت میں نجی سرمایہ کاری کی قیمت پر قرض گیری کی حکومتی ضروریات کو پورا کریں۔ یہ صورتحال اقتصادی نمو کی بحالی اور گرانی کو یک ہندی سطح تک لانے کا کام بہت زیادہ دشوار بنا سکتی ہے۔

ملک میں قومی بچت اور بیرونی نجی سرمایہ کاری میں متواتر تخفیف کی وجہ سے غیر ملکی قرض گیری پر انحصار بھی بڑھ چکا ہے۔ ماس 10ء میں بیرونی جاری حسابات کے خسارے میں ہونے والی معقول کمی سے کسی قدر بہتری آئی۔ درآمدات گذشتہ مالی سال 2.3 فیصد کمی کے بعد نمو کارہجان ظاہر کر رہی ہیں خصوصاً سیلاب کے بعد ان میں اضافہ متوقع ہے اور رواں مالی سال درآمدات میں دو ہندی نمو آسکتی ہے۔ اگرچہ تخمینے کے لحاظ سے برآمدات بھی ماس 11ء میں بڑھ سکتی تھیں تاہم حالیہ سیلاب کی وجہ سے کپاس کی فصل کو پھینچنے والا نقصان اگر مزید بڑھ گیا تو پیداواری سرگرمیوں میں رکاوٹ نمو کی رفتار کو متاثر کر سکتی ہے۔ چنانچہ بیرونی جاری حسابات کے خسارے میں متوقع اضافے اور بیرون ملک سے رقوم کی غیر یقینی آمد ماس 11ء میں اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے ذخائر اور شرح مبادلہ پر دباؤ پڑ سکتا ہے۔

ان حالات میں مالی سال 11ء میں زرو وسیع میں ہونے والا بیشتر اضافہ بینکاری نظام کے خالص ملکی اثاثوں میں نمایاں نمونیز خالص بیرونی اثاثوں میں ممکنہ کمی کی بنا پر ہونے کی توقع ہے، جو گرانی کے حوالے سے اچھا شگون نہیں۔ پس منڈی میں سیلاب کا ممکنہ دباؤ ہو سکتا ہے۔ اسٹیٹ بینک پورے نظام کی سیلابت کے بندوبست کے لیے اور اپنے زری پالیسی موقف سے ہم آہنگ قلیل مدتی شرح سود کو برقرار رکھنے کے لیے تیار ہے۔ تاہم مالیاتی حکام کی جانب سے ایک مربوط حکمت عملی تشکیل دینے اور نافذ کرنے کے لیے مزید اقدامات درکار ہیں اور منڈی مالیاتی نظم و ضبط کو بہتر بنانے کے حوالے سے حکومت کی طرف دیکھ رہی ہے تاکہ گرانی میں اضافے کی توقعات کم کی جاسکیں۔ اس حکمت عملی کے اہم پہلوؤں میں، جن کا پہلے ہی ذکر ہو چکا ہے، ٹیکس گزاروں کی تعداد میں اضافہ کرنا، مالیاتی ذمہ داری و تحدید قرضہ ایکٹ (2005ء) کے اصولوں پر الفاظ اور روح کے ساتھ عمل کرنا اور اسٹیٹ بینک سے حکومتی قرض گیری کو محدود کرنا شامل ہیں۔ اس میں ناکامی سے صرف غیر ملکی قرضوں پر معیشت کا انحصار بڑھے گا جس کی اپنی پیچیدگیاں اور خطرات ہوتے ہیں۔

اگلی سہ ماہی اس امر کو جانچنے کے لیے اہم ہوگی کہ حکومت مالیاتی خسارے اور اسٹیٹ بینک اور بینکاری نظام سے گرانی کو تخریک دینے والی قرض گیری پر قابو پانے میں کس قدر کامیاب ہوتی ہے۔ جہاں تک اسٹیٹ بینک کا تعلق ہے، وہ 30 ستمبر 2010ء سے اپنے پالیسی ریٹ میں 50 بیسس پوائنٹس کا اضافہ کر کے 13.5 فیصد کر رہا ہے۔ زری پالیسی موقف اس بات کو سامنے رکھ کر تشکیل دیا جاتا ہے کہ مسلسل گرانی کا اثر خاصا ہے اور پوری معیشت محسوس کر رہی ہے۔ پس چونکہ مالیاتی خسارے پر قابو پانے میں دشواری کی وجہ سے نجی شعبہ پورا بوجھ برداشت کر رہا ہے اس لیے موقف میں سختی لانے کی ضرورت ہے۔